سنجر کاشی

جناب ڈاکٹر سید امیر حسن صاحب عابدی، دہلی یونیورسٹی

میر محمد ہاشم متخلص بسنجر، میر حیدر معمائی[1] کے لڑکے اور میر معصوم[2] کے بڑے بھائی کاشان کے رہنے والے تھے۔
۱۰۰ ہجری / ۹۲ ـ ۱۵۹۱ عیسوی میں ہندوستان آئے اور دربار اکبری میں باریاب ہوئے۔ یہاں انھوں نے
ر شاہزادوں کی مدح کرنا شروع کی۔ نیز اکبر نے ان کا تخلص فراغی کر دیا۔ کہیں کہیں یہ تخلص بھی ملتا ہے مگر بہت کم:

فراغی این غزل بی گرمیی نیست　　　که در دلهای شب انشا نمودی

ے حاکم مرزا جانی[3] اور ان کے صاحبزادے مرزا غازی[4] سے بھی ان کے بے حد تعلقات ہو گئے اور وہ ان کی مدح
یا کرتے تھے۔

کسی وجہ سے اکبر نے ناخوش ہو کر سنجر کو قید میں ڈال دیا۔ بہرحال اس قید سے رہائی کے بعد وہ بیجاپور جا کر
یم عادل[5] شاہ کے دربار میں پہنچے اور یہ قصیدہ کہہ کر سنایا:

نسیم وش زسکردی خود آمده ام　　　نخوانده همچو بهاران بطرف این گلشن
مرد که خود را ارزان بها فروخته ام　　　چو هون بداغ غلامی رواج ده بد کن

یر حیدر معمائی متخلص بہ رفیعی متوفی در اوایل قرن یازدہم ہجری۔
متوفی بسال ۱۰۵۲ ہجری / ۴۳ ـ ۱۶۴۲ عیسوی
۹۶۳ ـــ ۱۰۱۴ ہجری / ۱۶۰۵ ـ ۱۵۵۶ عیسوی
متوفی بسال ۱۰۰۸ ہجری / ۱۶۰۰ ـ ۱۵۹۹ عیسوی
متوفی بسال ۱۰۲۱ ہجری / ۱۶۱۲ عیسوی
۹۸۶ ـــ ۱۰۳۷ ہجری / ۱۵۷۹ ـــ ۱۶۲۲ عیسوی

عادل شاہ نے اس کے صلہ میں ان کو خلعت اور قیمتی زمرد کی انگوٹھی عنایت کی۔ سنجر نے عادل شاہی دو شاہ ملک قمی[1] اور ظہوری[2] ترشیزی کی بھی ستایش کی ہے:

دو شاہ شاعر پرور بلند نام شدند — نخست والی غزنین دوم خدیو دکن
رسد بعہد تو شاعر بہ پایۂ ملکی — زہی نوازش شاہ و زہی ظہور سخن

سنجر بیجاپور میں ہی تھے کہ شاہ عباس ماضی[3] نے انھیں خلعت بھجوائی۔ مگر قبل اس کے کہ وہ خلعت فرمان پہنچے ۱۰۲۱ ہجری / ۱۳-۱۶۱۲ عیسوی میں ان کا انتقال ہوگیا۔

سنجر نے ہندوستان کی آب وہوا اور یہاں کے ماحول میں ایک لذت محسوس کی تھی:

ز بسکہ خوی بغربت گرفتہ ام سنجر — نہ فکر یار و نہ اندیشۂ دیار کنم

انھوں نے ہندؤوں کی ستائش کی ہے:-

گرچہ ہندو پسران رہزن دینم شدہ اند — بگذارم بخدا مذہب یزدانی را

نیز وہ ایک وسیع المشرب انسان تھے:-

کفر و اسلام بسنجر نتواں کرد اطلاق — نہ رہ شیخ نہ وادی برہمن دارد

سنجر یہاں سے اپنا کلام ایران بھیجتے رہتے تھے:-

ز مسودات سنجر بجز این غزل ندارم — کہ بارمغان فرستم بسخنوران کاشی

نیز خود ایران جانے کا قصد رکھتے تھے:-

از طبع سنجر ہمتی اینک بایران می روم — این تو غزل در آستین منشور توران در بغل

مؤلف سرو آزاد لکھتے ہیں: "سخنش ہموار است وگہرش آبدار"[4] نیز اس مؤلف کا خیال ہے کہ سنجر کی مثنویاں، غزلیں، اور قصیدے تینوں چیزیں ایک سطح پر ہوتی ہیں۔ صاحب نشتر عشق لکھتے ہیں "ہر علوم چوں پدر خود بیگانہ بود و در معرکۂ تلاش نظم و فصاحت کلام رستم زمانہ"[5]

---

[1] متوفی بسال ۱۰۲۴ ہجری / ۱۶۱۵ عیسوی
[2] متوفی بسال ۱۰۲۵ ہجری / ۱۶۱۶ عیسوی
[3] ۹۸۵ ـــــ ۱۰۳۸ ہجری / ۱۶۲۹ - ۱۵۸۷ عیسوی
[4] ص ۲۶
[5] ورق ۹ ۴ ۲

سنجر کو اپنی شاعری پر عام شاعروں کی طرح بڑا فخر تھا:-

شہر بیت طلبگار سخنہای تو سنجر — گر مست زگفتار تو ہنگامۂ کاتب
آشنا لفظی و بیگانہ خیالی سنجر — بی تکلف سخنان تو شنیدن دارد
از گلشن شیراز صفیری نشنیدم — زانروی کہ سنجر چمن آرای جہان شد
سزاوارم بمدح خان عالی شان شیرازی — کہ از طبع روانم آب رکن آباد می آید
سنجر از تست بیزداں کہ عزیزش می دار — شہرۂ ہند بکن شاعر ایرانی را
ہمہ شہر، ہچو یوسف سخنم عزیز باشد — مثل ست کار کاشاں ہمہ جا بجوش تماشی

نیز وہ تمام شاعروں کی طرح حافظ کی عظمت کے قائل ہیں:-

سنجر از تربت حافظ مددی می طلبم — کہ ہم آوازۂ شیراز کنم کاشاں را

ایران کو بھی اپنے محیط کی ناقدری کا احساس تھا:-

بآں رسید کہ خود را بہیچ مفروشم — بکشوری کہ ہنر را بہا نمی باشد

دیوان سنجر کا ایک قلمی نسخہ جو ۱۰۴۱ ہجری / ۳۲-۱۶۳۱ عیسوی کا لکھا ہوا ہے انڈیا آفس کے کتب خانہ میں موجود ہے (۱۴۰۸) جس میں سب سے پہلے قصیدے[1] ہیں جو شہنشاہ اکبر، پیغمبرؐ، حضرت علیؑ، شہزادہ سلیم، سلطان خسرو، مرزا جانی، کوکہ اعظم خان، چین قلیچ، رفیع الدین حیدر اور ابراہیم عادل شاہ کی مدح میں لکھے گئے ہیں۔ ایک قصیدہ میں شاعر نے اپنی والدہ کی شفقتوں کا بڑے رقیق الفاظ میں ذکر کیا ہے۔ جن کو دیکھے ہوئے انھیں دس برس ہو گئے تھے۔ نیز اکبر سے خواہش کی ہے کہ کسی طرح اسے ایران سے ہندوستان بلوالیا جائے۔ اس لئے کہ وہ خود ایران کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ چکا ہے:-

غمدیدہ پیر والدۂ در وطن مرا — اندر محبت من یعقوب مادراں
ہرگز بمن خطاب نکردی بغیر عمر — ہرگز بمن جواب نگفتی بغیر جاں
گردم بچہرہ نشستی آہم برخ زدی — باد ار بمن وزیدی بودی براد گراں
مژگاں بجای شانہ نہادی بموی من — تیمار من نکردی مانند دیگراں
از خدمتش اگر قدمی دور ماندمی — صد بندہ پیش کردی دنبال من رواں

---

[1] ۲۶ عدد تقریباً ۱۰۱۵ شعر۔

ده سال شد کنون که ندارد زمن خبر — ده سال شد کنون که نیاید زمن نشان
چشم از فراق من شده از نور بی نصیب — جسم از فراق من شده رنجور و ناتوان
بعد از دعای شاه همین است ورد او — کامسال دیر آمد از هند کاروان
خواهم بدولت تو میسر شود مرا — توفیق پای بوس ولے اما درین مکان
ایراپ طاق دادهٔ دیرینهٔ من است — پیوندها مراست بایں خاک آستان

اسی طرح ایک قصیدے میں انھوں نے اپنے والد کو ایران سے بلوانے کی التجا کی ہے۔

جہان پناه سلامت مرا یکی ست پدر — که مثل خویش ندارد بدانش و فرہنگ
بجرم آنکه ازین آستانه دور شده — ہزار جاش رسیداست پای دل برسنگ
روا مدار که مارا سبو شکسته شود — بچشمۂ که ازو فیض برده گبر و فرنگ

قصیدوں کے بعد قطعات[1] کی باری آتی ہے۔ ان میں سے ایک قطعہ وہ ہے جو شاعر نے اپنے وا[لد]
کو بھیجا تھا:-

پدرا صاحبا خداوندا — ای تو مر بنده را خدای دوم

ایک قطعہ میں سنجر نے شہر دہلی کی دل کشی کا ذکر کیا ہے:-

سودای سواد شہر دہلی — در دل نقش بست چوں سویدا

ایک قطعہ میں وزیر غیاث کی مدح سرائی کی گئی ہے اور ایک قطعہ میں انھوں نے اپنے ممدوح سے کہا ہے کہ ا[نھوں]
نے اسے جو گھوڑا عنایت کیا تھا وہ کسی نے دھوکہ سے بدل دیا ہے۔

اس کے بعد غزلوں[2] کی باری آتی ہے جو اس شعر سے شروع ہوتی ہیں:-

اختیار خود داری ہر چہ میکنی یارا — گر بخضر جاں بخشی ورکشی مسیحا را

سنجر کی غزلیں عام طور سے متوسط درجہ کی ہوتی ہیں۔ اب یہاں ان غزلوں سے کچھ منتخب اور عمدہ ا[شعار]
نقل کئے جاتے ہیں۔

شوقم چو جرس بیند در دامن محملها — آہنگ وطن گیرید آوازهٔ منزلها
سر گرمی صحبتها از سر ننہی ترسم — کافسرده بروں آئی چوں شمع ز محفلها

---

[1] ۱۸ عدد، تقریباً ۲۰۰ شعر
[2] تقریباً ۱۱۴۲ شعر

من بودم و او بود دگر ہیچکس امشب غم جای تو خالی کہ عجب انجمنی بود
ای بخت صبح شادی تا کی بخواب بینی بردار سر ز بالین تا آفتاب بینی

...ر کا فی انقلابی ہے :۔

تا کی این کہنہ مسلمانی میراث پدر عشق کو تا بہ بیتی تازہ کنم ایماں را

...غزل مسلسل اور بڑی رواں ہے :۔

سرخوش و مست بروں تاختہ از میکدہ دوش میگذشتم ز در صومعہ گویای و خموش
جمعی دیدم از اہل ریا مالا مال ہمہ تسبیح بدست و ہمہ سجادہ بدوش
تیغکی معرکہ آرا شدہ باریک ذقن ریش کفشی پیر و خود ساختہ یک کلہ فروش
ہمچو مینای میم افشاں خیزاں چوں دید بادم سرد در آمد چو خم می در جوش
مرکب طعن بر انداخت کہ ای دشمن دیں علم شید بر افراشت کہ ای آفت ہوش
آخر این ماہ صیام است نترسی ز خدا آخر این پند رسول است نگیری در گوش
گفتم ای خانقہ زہد ز تو زرق یاد گفتم ای کوی خموشان ز تو بازار خروش
از تلامیذ تو ابلیس یکی کند سواد وز مریدان تو محمود یکی حلقہ بگوش
گر نہ ترسم کہ ببد مستی مشہور شوم زود بردارم از ساغر عرضت سرپوش

غزلوں کے بعد رباعیاں[1] ہیں۔ ایک رباعی بطور نمونہ پیش کی جاتی ہے :۔

دل را خبری کہ باراں آمد وقت طرب و عشرت یاران آمد
مینا بوداع ہوشیاران برخاست ساقی بسلام ہوشیاراں آمد

سب کے آخر میں ایک چھوٹی سی مثنوی[2] ہے جو اس بیت سے شروع ہوتی ہے :۔

الٰہی سینۂ درد آشنا دہ غم از ہر دل کہ بستانی بمادہ

...مثنوی میں خسرو و شیریں کی داستان بیان کی گئی ہے۔ مگر فہرست انڈیا آفس میں لکھا ہوا ہے کہ شاید یہ مثنوی ...اقی نامہ" ہے۔

---

[1] ...م علاد
[2] ...۵۵ بیت

ماخذ

۱۔ آزاد بلگرامی : خزانۂ عامرہ، مطبع نولکشور
۲۔ غلام علی آزاد بلگرامی : سرو آزاد، مطبع رفاہِ عام، لاہور ۱۹۱۳ء
۳۔ سید محمد صدیق حسن خان : شمع انجمن، مطبع رئیس المطابع
۴۔ حسین قلی خاں عظیم آبادی : نشترِ عشق، نسخۂ خطی شمارہ ۲۰۱۲، نیشنل آرکائیوز، نئی دہلی
۵۔ محمد قدرت اللہ گوپاموی : نتائج الافکار، چاپخانہ سلطانی، بمبئی
6. Hermann Ethe : catalogue of Persian Manuscripts in the library of the India office, Oxford.

سرفراز خاتم النبیین نمبر

آیندہ ۲۷ رجب المرجب ۱۳۸۷ھ کو عید بعثت کے موقع پر سرفراز اپنا خاتم النبیین نمبر ۲ نومبر ۱۹۶۷ء کو شائع کر رہا ہے۔ جو کئی سو صفحات پر مشتمل ہوگا۔ صفحات کی صحیح تعداد نمبر کی تیاری پر معلوم ہو سکتی ہے۔ جو حضرات اخبار کا سالانہ چندہ مبلغ دس روپے ارسال کر دیں گے انھیں یہ نمبر صرف ڈاک کے بقدر وی۔ پی کر کے مفت بھیج دیا جائے گا۔ ایجنٹ حضرات اپنے آرڈر پہلے سے بک کرا لیں نیز بھی اپنے اشتہار ارسال کر دیں۔ اس نمبر کے لئے اشتہار کی اجرت حسب ذیل ہوگی۔

اندر کے ٹائیٹل ۶۵ روپے فی صفحہ اندر کے صفحات ۳۵ روپے فی صفحہ ۱۸ روپے نصف صفحہ

عنوانات

حسب ذیل ۴۴ سے زیادہ عنوانات پر مشتمل نمبر

نبوت و رسالت اور وحی کا دینی و فلسفی تصور، مقام ختم نبوت یا آخری شریعت کا عقلی پہلو، تخلیق عالم نور دینی و فلسفی نقطۂ نظر سے، حالات آبا و اجداد رسول، ولادت پیغمبر خدا از طفلی تا وفات حضرت عبدالمطلب، رسولِ خدا تربیت ابو طالب میں، ازدواجی زندگی اور جناب خدیجۃ الکبریٰ کا تعارف، بعثتِ رسول کے خصوصی اور مہمات، رسول کا مرتبہ فصاحت اور کلام رسول کی خاص انفرادیت، تبلیغ کے سلسلے میں آنحضرت کے خطوط، صلح حدیبیہ اور اُس کے اخلاقی و سیاسی پہلو، فتح مکہ، عورت محمدی آئین کی روشنی میں، پیغمبر خدا کی تعدد ازدواج پر اصولی بحث وغیرہ وغیرہ۔

منیجر۔ ادارۂ سرفراز ناداں محل روڈ۔ لکھنؤ